الجریمہ والعقوبہ

اسلام میں جرائم کا انسداد

مولانا محمد جرجیس کریمی

اسلامی عقائد کی خصوصیات:

یہاں یہ سوال اٹھایا جاسکتا ہے کہ اسلام کے جن عقائد کا تذکرہ کیا گیا ہے اور جن کو جرائم کے انسداد کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، اس قسم کا عقیدہ ہر مذہب کے پاس ہے اور اس کی بنیاد پر ہر مذہب والے یہ دعوی کرسکتے ہیں کہ ان کے عقائد کو تسلیم کرلیا جائے اور ان کے جرائم کے انسداد کا تجربہ کیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام نے جو عقائد دیے ہیں وہ کوئی افسانوی اور خودساختہ قسم کے نہیں بلکہ وہ مدلل، محکم اور معتدل ہیں۔ قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالی نے صرف ان عقائد کا تذکرہ نہیں کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ اس پر دلائل بھی قائم کیے ہیں اور وہ دلائل کچھ ایسے نہیں ہیں، جن کا آدمی آسانی سے انکار کردے بلکہ وہ وہ لوگوں کی سمجھ میں آنے والے ہیں۔ اسی طرح اسلام کے جملہ عقائد متوازن ہیں۔ ان میں کوئی افراط اور تفریط نہیں ہے جیسا کہ دیگر مذاہب کے عقائد میں ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لَوْكَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء، ۲۲)

اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے علاوہ اور کوئی خدا ہوتا تو ان کا نظام بگڑ جاتا

دوسری بات یہ کہ اسلام میں جو عقائد بیان کیے گئے ہیں، ان کی تصدیق جدید سائنس سے بھی ہوتی ہے۔ سائنس دانوں نے کائنات کے بہت سے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھایا ہے' بلاشبہ یہ ایک کارنامہ ہے۔ لیکن یہ جان کر حیرت ہوگی کہ انھیں رازوں سے قرآن نے اپنے نزول کے وقت ہی پردہ

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

اٹھادیا تھا۔ یہاں تفصیل کا موقع نہیں ہے۔ صرف چند مثالوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ انسان کی تخلیق کن کن مراحل سے گزر کر ہوتی ہے، اس کے بارے میں سائنس کی تحقیقات پڑھیے اور قرآن کی یہ آیت پڑھیے:

یَخْلُقُکُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ (الزمر، ۳۹)

وہ تمہیں پیدا کرتا ہے، تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں، ایک کے بعد ایک تخلیق کے طریقے سے تین اندھیروں میں۔

اسی طرح سورہ المومنون کی آیت بارہ تا چودہ سے بھی اس حقیقت پر روشنی ملتی ہے۔

کائنات کی تخلیق ایک بہت بڑے دھماکے سے ہوتی ہے اور زمین میں زندگی کے لیے پانی کا کافی حصہ ہے یہ بات سائنس داں تسلیم کرتے ہیں۔ اسی بات کی طرف قرآن نے بھی اشارہ کیا ہے:

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ (الانبیاء، ۳۰)

کیا وہ نہیں دیکھتے جنھوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین (ایک روز) ملے ہوئے تھے تو ہم نے انھیں پھاڑ کے الگ کر دیا اور ہر چیز کو ہم نے پانی سے زندہ کیا تو وہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔

ایمان کے تقاضے:

عقائد آدمی کو حرکت و عمل کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ آدمی کا ہر عمل اس کے ارادے سے ظاہر ہوتا ہے اور ارادے کو خیالات و جذبات تحریک دیتے ہیں اور خیالات و جذبات عقائد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح آدمی کے عقائد ہوں گے، اسی طرح کے خیالات ذہن میں آئیں گے اور جس طرح اس کے خیالات ہوں گے اسی طرح اس کے اعمال ظاہر ہوں گے۔ اسلام کے جو عقائد ہیں، وہ کچھ اعمال کے متقاضی ہیں، ایک مومن ان تقاضوں کو پورا کرتا ہے، اگر اس میں کمی ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس کے ایمان میں کمزوری ہے۔ مومن کا مرتبہ اعمال ہی کی بنیاد پر متعین ہوتا ہے۔ قرآن میں ایمان کے مختلف تقاضے بیان کیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ ۝

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ٥ المومنون (۱-۹)

یقیناً فلاح پائی ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں، لغویات سے دور رہتے ہیں، زکوۃ کے طریقے پر عامل ہوتے ہیں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کے ملک یمین میں ہوں کہ ان پر محفوظ نہ رکھنے میں وہ قابل ملامت نہیں۔ البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی زیادتی کرنے والے ہیں۔ اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

ان آیات میں نماز میں خشوع، لغویات سے اعراض، زکوۃ کی ادائی، جنسی خواہشوں میں اعتدال امانتوں کی حفاظت، وعدوں کا ایفا اور پابندی نماز کا تقاضا کیا گیا ہے۔ ان کی روشنی میں غور کیا جاسکتا ہے کہ جو شخص ان کو پورا کر رہا ہے، اسے کسی جرم میں حصہ لینے یا اس کا ارتکاب کرنے کا موقع کیوں کر مل سکتا ہے۔ ایک مومن جرائم سے کس قدر دور ہوتا ہے، اس کا اندازہ ان آیات سے کیجیے، ان میں ایک مومن کی پوری تصویر کھینچ کر رکھ دی گئی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ٥ وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ٥ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ٥ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ٥ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ٥ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ٥ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ٥ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ٥ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ٥ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ٥ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ٥ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان: ۶۳-۷۲)

رحمان کے اصلی بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ کو آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام، جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں، جو دعائیں کرتے ہیں اے ہمارے رب جہنم کے عذاب سے ہم کو بچا لے اس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے، وہ تو بڑا ہی برا مستقر اور مقام ہے۔ جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے۔ اور نہ زنا کے

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں : فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

مرتکب ہوتے ہیں، یہ کام جو کوئی کرے تو وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا قیامت کے روز اس کو مکرر عذاب دیا جائے گا اور اس میں وہ ہمیشہ ذلت کے ساتھ پڑا رہے گا۔ الا یہ کہ (کوئی ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ جو شخص توبہ کر کے نیک عمل اختیار کرتا ہے، وہ اللہ کی طرف پلٹ آتا ہے جیسا کہ پلٹنے کا حق ہے۔ اور جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے اور لغو چیزوں سے وہ باوقار گزرتے چلے جاتے ہیں۔

کیا موجودہ دور میں تکبر، مقابلہ آرائی، راتوں میں غیر ضروری سرگرمی، فضول خرچی، بخل، قتل و غارت گری، زنا، جھوٹ، فریب، لغویات اور مذہب بیزاری جیسے مختلف جرائم رونما نہیں ہو رہے ہیں جب کہ ایک مومن ان سے کوسوں دور ہے۔ اس کے اندر خاکساری، نرم خوئی اللہ کی یاد میں راتیں بسر کرنا، اخراجات میں اعتدال، قتل و غارت گری سے دور، جھوٹ فریب سے اجتناب، لغویات سے نفرت اور دین سے محبت جیسی خوبیاں پائی جاتی ہیں، جن سے معاشرے میں امن و امان پیدا ہوتا ہے۔ قرآن میں اور بھی مختلف مقامات پر ایمان کے حوالے سے ایک مرد مومن کے مختلف اعمال کا تقاضا کیا گیا ہے۔ یا ان سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن میں متعدد مقامات پر " یا ایھا الذین آمنوا " کے خطابیہ جملہ سے مخاطب کر کے مختلف اعمال کی تعمیل کا مطالبہ کیا گیا ہے چند آیتیں یہاں درج کی جاتی ہیں:

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ٥ (آل عمران، ۱۳۰)

اے لوگو، جو ایمان لائے ہو یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء، ۲۹)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ، ۹۰)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطان کا کام ہیں۔ ان سے پرہیز کرو، امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔

ان ساری تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ایمان اور عقیدہ وہ بنیاد ہے، جس کے بغیر انسداد کی ہر

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

کوشش ناکام ہوگی۔ اگر دنیا جرائم سے پاک ہونا چاہتی ہے تو سب سے پہلے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا عقیدہ درست کرے اور ان حقائق پر ایمان لائے جس پر ایمان لانے کے لیے قرآن نے مطالبہ کیا ہے۔

اسلام کا تصور زندگی اور جرائم کا انسداد :

موجودہ دور میں جرائم کے رونما ہونے کا ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ انسان کے پاس اس کی زندگی کا کوئی واضح پاکیزہ مقصد نہیں ہے بلکہ وہ بے سمتی اور وجودی خلفشار کا شکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مادہ پرستی اور عیش و عشرت کے سامان مہیا کرنے میں آدمی اپنی پوری زندگی صرف کر دیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کی زندگی کا کوئی مقصد ہوسکتا ہے تو وہ یہی ہے۔ مغربی تہذیب نے اس انداز فکر میں مزید اضافہ کیا ہے۔ آج ہر آدمی پیٹ اور شرم گاہ کی دوڑ میں سرپٹ دوڑا چلا جارہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس دوڑ کی کوئی منزل نہیں ہے لہذا باہمی کش مکش، لوٹ، کھسوٹ قتل و غارت گری اور جرائم اپنے عروج پر ہیں۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ انسان کا وجود بے مقصد نہیں ہے بلکہ خالق نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے اس کے وجود کے مقصد کا تعین کردیا ہے اور اس کا ایک انجام اور ایک منزل بھی بتا دی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی آزمائش کی جائے اور اس کے اعمال کے مطابق اس کو بدلہ دیا جائے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ کَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (ھود۔ ۷)

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا جب کہ اس سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم کو آزما کر دیکھے۔ تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ (الملک۔۲)

اس نے زندگی اور موت کو ایجاد کیا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔ وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔

آزمائش کے ذرائع:

اللہ تعالی نے انسان کی تخلیق اس کی آزمائش کے لیے کی ہے اور وہ یہاں اس کی مختلف طریقوں سے ہر وقت اور ہر حالت میں آزمائش کے مرحلہ میں ہے، خواہ وہ خوش حالی کی حالت میں ہو یا بد حالی کی حالت میں، مصیبت میں گھرا ہوا ہو یا لذت میں پڑا ہو۔ غرض کہ ہر وقت اور ہر حالت میں اس کی آزمائش ہے۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

دنیا کی زیب و زینت آزمائش کے لیے ہے:

ایک طرف اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اس بات کا مکلف بنایا ہے کہ وہ اس کے احکام پر عمل کرے۔ دوسری طرف اس نے اس دنیا کو رنگینیوں اور دل موہ لینے والی چیزوں سے بھر دیا ہے۔ جن کی طرف ان کا دل کھنچا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَ الْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَالِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبُ (آل عمران ۱۴)

"لوگوں کے لیے مرغوبات نفس عورتیں، اولادیں سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آیند بنادی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔"

یہ سب چیزیں انسانوں کے فائدے کے لیے بنائی گئی ہیں لیکن یہ صرف اسی لیے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کے لیے محبوب بنا کر در اصل ان کی آزمائش کرنا چاہا ہے کہ کون ان رنگینیوں مرغوبات نفس، عورتوں اور ساز و سامان کے باوجود خدا کے احکام کی پیروی کرتا ہے اور کون چند روزہ زندگی کی رنگینیوں میں رہ کر خدا کو بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ (الکہف ۷)

"واقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سرو سامان بھی زمین پر ہے، اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ ان لوگوں کو آزمائیں، ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔"

فرق درجات بھی آزمائش کے لیے ہے:

بلاشبہ یہ دنیا ساز و سامان سے بھری پڑی ہے لیکن وہ سب ہر ایک کے لیے میسر نہیں ہے بلکہ یہاں کوئی امیر ہے تو کوئی غریب ہے۔ کوئی محلوں میں رہتا ہے تو کسی کو چھت نصیب نہیں۔ کوئی پہلوان ہے تو کوئی لاغر۔ کسی کے یہاں اولاد کی کثرت ہے تو کوئی لاولد ہے۔ کوئی عالم ہے تو کوئی جاہل ہے۔ کوئی چالاک ہے تو کوئی بدھو ہے۔ غرض کہ فرق مراتب کا ایک سلسلہ ہے، جو ایک کو دوسرے سے مختلف کرتا ہے۔ یہاں پر تمام آدمی یکساں صلاحیتیں اور مقام و مرتبہ کے نہیں ہیں، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اونچ نیچ اور کمی و بیشی آخر کیوں ہے۔ سبھی ایک ہی درجہ پر کیوں نہیں ہیں۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس طرح دیا ہے:

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (انعام، ۱۶۵)

" وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں زیادہ بلند درجے دیے تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے، اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک تمہارا رب سزا دینے میں بہت تیز ہے اور بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

مصیبتیں بھی آزمائش کے لیے ہیں:

یہاں نہ صرف فرقِ درجات ہے بلکہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ کچھ لوگ یہاں مصیبتوں اور پریشانیوں کے شکار ہیں، قحط، بھکری، وبائی امراض اور جنگ جیسی اجتماعی مصیبتوں کے علاوہ انفرادی طور پر بھی حادثہ، مرض، موت اور تنگ دستی پیش آتی ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ یہ سب بھی آزمائش کی غرض سے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ (البقرہ، ۱۵۵)

" اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، فاقہ کشی جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کرکے تمہاری آزمائش کریں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں، انھیں خوش خبری دے دو۔

اوپر بیان کردہ تصور زندگی اگر کسی کے سامنے موجود ہو تو کیا وہ کسی جرم کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہیں ہو سکتا کیوں کہ اگر وہ دولت مند ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کی دولت کس لیے ہے اور اگر وہ غربت و افلاس کا شکار ہے تو بھی اسے اپنی حالت کا علم ہوتا ہے لہذا وہ نہ صرف اپنی دولت سے لوگوں کا استحصال کرے گا نہ خود عیش پرستی میں جملہ حدود کو تجاوز کرے گا اور نہ اپنی غربت و افلاس اور مصیبت و پریشانی سے مایوس ہو کر خودکشی کرے گا بلکہ وہ اعلی قدروں کو لازم پکڑے گا اور ان کو فروغ دے گا۔ اسلام کا یہ تصور زندگی وہ نسخہ کیمیا ہے جو آج پوری دنیا کا علاج ہو سکتا ہے بلکہ اس میں آج اور آیندہ تمام انسانوں کی فلاح و سعادت مضمر ہے۔

اسلام کا تصور جزا و سزا:

آدمی کو اگر معلوم ہو کہ وہ یہاں جو فعل یا عمل انجام دے گا، اس کا کوئی نتیجہ برآمد ہونے والا نہیں ہے تو یا تو وہ اپنا ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ جائے گا یا پھر اوٹ پٹانگ عمل انجام دینے لگے گا جن کا کوئی مقصد ہو گا اور نہ کوئی سمت۔ لیکن اگر اسے معلوم ہو کہ اس کے ہر عمل کا نتیجہ ظاہر ہو گا تو وہ ہر کام سوچ سمجھ کر کرے گا تاکہ بہتر سے بہتر نتیجہ نکلے۔ موجودہ دور میں مغرب زدہ انسانوں کو یہ تو معلوم ہے کہ دنیا میں ان کے ہر عمل کا کچھ نہ

کچھ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے لیکن شاید ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عمل کا نتیجہ ظاہر ہونے کی ایک جگہ اور ہے اور وہ آخرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تمام لیے لوگوں کے اعمال بے مقصد اور بے سمت انجام پارہے ہیں۔اس بے مقصدی اور بے سمتی ہی کا دوسرا نام جرائم ہے۔ آج ہر آدمی آزاد ہے، جو چاہے کرے جو چاہے نہ کرے۔ لیکن اسلام نے یہ تصور دیا ہے کہ جس طرح یہاں انسان کی زندگی بے مقصد نہیں ہے، اسی طرح ان کے اعمال بھی بے مقصد اور بے انجام نہیں ہیں بلکہ وہ نتائج برآمد کرنے والے ہیں۔ وہ نتائج جلد برآمد ہوں گے، اعمال خواہ اچھے ہوں یا برے، معمولی ہوں یا غیر معمولی، خفیہ ہوں یا علانیہ، انفرادی ہوں یا اجتماعی ہر ایک کا نتیجہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (زلزال، ۵۔ ۷)

پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی، وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ (لقمان، ۱۶))

" اے بیٹے کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمینوں میں کہیں چھپی ہوئی ہو، اللہ اسے نکال لائے گا۔ وہ باریک بین اور باخبر ہے۔

ایک جگہ اور ارشاد ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۔ (آل عمران، ۱۹۵)

"جواب میں ان کے رب نے فرمایا میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں خواہ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔"

اسلام کا تصور فلاح :

انسان ہوش سنبھالنے کے بعد اپنی دنیا بنانے کا عمل شروع کردیتا ہے اور زندگی میں زیادہ سے زیادہ وسائل اکٹھا کرلینے کو وہ مستقبل کی فلاح کا ضامن تصور کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ دنیوی اسباب کے بغیر یہاں زندہ رہنا ممکن ہے اور نہ ہی کسی قسم کی ترقی و کامیابی سے ہم کنار ہوا جاسکتا ہے۔ کامیابی کا سارا انحصار مادی

وسائل اور اسباب دنیا کے حصول میں ہے۔ لہٰذا وہ اس کے لیے ہر قسم کا جتن کرتا ہے۔ ہر جائز و ناجائز ذرائع اختیار کرتا ہے بلکہ طرح طرح کے جرائم کا مرتکب ہوتا ہے کہ کسی طرح وہ انھیں حاصل کرلے۔

لیکن اسلام بتاتا ہے کہ انسان کی کام یابی اور اس کی فلاح مادی اسباب و وسائل پر منحصر نہیں ہے بلکہ وہ کچھ اور ہے اور وہ ہے رضائے الٰہی کا حصول اور جنت میں داخلہ یا جہنم کے عذاب سے چھٹکارا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران: ۱۸۵)

"آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے۔ تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو۔ کام یاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کردیا جائے۔ رہی یہ دنیا تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔"

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبہ: ۷۲)

"ان مومن مردوں اور عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انھیں ایسے باغ دے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سدا بہار باغوں میں ان کے لیے قیام گاہیں ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوش نودی انھیں حاصل ہوگی۔ یہی بڑی کام یابی ہے۔

اسلام میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ فلاح کی یہ قسم کن شرائط سے حاصل ہوسکتی ہے۔ ان شرائط میں ایمان و عمل صالح، تقویٰ، اتباع کتاب و سنت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اس کے برعکس شرک کرنا کفر، نفاق، آخرت کا انکار، شیطان کی اتباع، نفس پرستی، بد عملی اور بے عملی اور مجرمانہ زندگی جیسی چیزیں اس فلاح سے دور کردیتی ہیں۔

جرائم کے انسداد میں اسلامی عبادات کا حصہ:

اسلام محض چند عقیدوں کو مان لینے کا نام نہیں ہے بلکہ وہ اپنے ماننے والوں پر عملی ذمہ داریاں بھی

عائد کرتا ہے۔ ان میں کچھ تعلق باللہ کے تئیں ذمے داریاں ہیں اور کچھ عام بندوں کے تئیں۔ اول الذکر کو عبادات یا حقوق اللہ کہا جاتا ہے اور آخر الذکر کو اخلاق یا حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ یہاں عبادات کے تعلق سے انسان کی زندگی پر پڑنے والے اچھے اثرات کا تذکرہ مقصود ہے۔ اسلامی عبادات میں نماز، روزہ، زکاۃ اور حج خاص طور سے قابل ذکر ہیں، ان عبادتوں کو مختلف طریقوں سے ادا کیا جاتا ہے۔ بعض عبادتیں جسمانی ہیں تو بعض مالی اور بعض مالی اور جسمانی دونوں سے مرکب ہیں۔ ان عبادات کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام میں انسانی مصلحتوں کو بھی پوشیدہ رکھا ہے۔ لہٰذا ان سے انسان کو صرف اخروی فوائد ہی حاصل نہیں ہوتے بلکہ ان کے فوائد دنیا میں بھی مرتب ہوتے ہیں۔ ان میں برائیوں سے بچاؤ اور جرائم کا قلع قمع خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ یہاں عبادات سے حاصل ہونے والے ہر قسم کے فوائد کا تذکرہ ممکن نہیں ہے۔ صرف اس پہلو پر روشنی ڈالی جاتی ہے جس سے جرائم کا انسداد ہوتا ہے۔

نماز:

اسلامی عبادات میں نماز کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ یہی وہ عبادت ہے جو کسی بھی حالت میں کسی سے بھی ساقط نہیں ہوتی۔ نماز کے مختلف اوقات ہیں اور اس کے لیے آدمی کو مختلف طریقے سے تیاری کرنی ہوتی ہے مثلاً پاکی، صفائی اور وضو کا اہتمام۔ نماز مختلف دعاؤں پر مشتمل ہے جس میں بندہ خدا کے سامنے اپنے عجز و انکسار کا اقرار کرتا ہے۔ اب جو شخص روزانہ متعدد بار اس کام کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے اور ان اہتمامات کو ملحوظ رکھے جو اس میں مطلوب ہیں تو کیا ایسی صورت میں اسے کوئی جرم کرنے یا اس کے بارے میں سوچنے کا موقع اور وقت ہوگا؟ دوسری بات یہ کہ جو شخص دن اور رات میں متعدد بار اپنے خدا کے سامنے اپنے بندہ ہونے کا اقرار کرلے وہ کیوں کر کسی بندہ پر دست درازی، ظلم، خیانت اور کسی جرم کو جائز سمجھے گا۔ پھر نماز میں قلبی کیفیات سے آدمی گزرتا ہے۔ مثلاً خشوع و خضوع وغیرہ اُن کی موجودگی میں اس کے دل میں وہ کیفیات کیسے پیدا ہوسکتی ہیں، جن سے مغلوب ہوکر آدمی جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ (العنکبوت: ۴۵)
>
> "یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔"

حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جس کی نماز اس کو برائی اور بدی سے نہ روکے تو ایسی نماز اس کو خدا سے اور دور کردیتی ہے۔ اس مفہوم کی اور بھی دوسری احادیث ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فطری طور پر آدمی کو جرائم سے روکتی ہے۔

روزہ :

روزہ اسلامی عبادات کا اہم رکن ہے۔ اس میں آدمی سحر سے افطار تک نہ صرف کھانے پینے سے رک جاتا ہے بلکہ ہر قسم کی لغویات اور فضول عمل کو ترک کر دیتا ہے۔ روزہ تقوی پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے تقوی اسی دلی کیفیت کا نام ہے، جس سے آدمی ہر وقت اپنے عمل کو حق و باطل کے ترازو میں تولتا رہتا ہے اور آدمی کا دل خوف خدا سے معمور ہوتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ ۲: ۱۸۳)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے پیروؤں پر فرض کیے گئے تھے توقع ہے کہ اس سے تمہارے اندر تقوی پیدا ہوگا۔

حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص روزہ کی حالت میں جھوٹ اور فریب کو نہ چھوڑے تو خدا کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے ۔

روزہ ضبط نفس، خواہشات پر قابو پانے اور اپنے آپ کو اللہ کی مرضیات کے مطابق ڈھالنے کا بہترین نسخہ ہے۔ موجودہ دور میں ہوس پرستی نفسانی خواہشات اور خدا بیزاری کا سیلاب امنڈ پڑا ہے۔ کیا روزے سے بہتر نسخہ اس کے انسداد کے لیے لایا جاسکتا ہے ؟

زکاۃ :

زکاۃ مالی عبادات میں سے ہے جس میں آدمی اپنی دولت میں سے ایک مقررہ حصہ ان لوگوں کو تقسیم کر دیتا ہے جو کسی وجہ سے معاشی طور پر کمزور ہیں بلاشبہ اس سے عام انسانی ہمدردی کا خیال ہوتا ہے اور غریبوں کو مالی تعاون حاصل ہوتا ہے لیکن زکوۃ ادا کر کے آدمی صرف ان غریبوں پر احسان نہیں کرتا بلکہ وہ خود اپنے اوپر احسان کرتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (التوبہ، ۱۰۳)

اے نبی تم ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انھیں پاک کرو اور انھیں بڑھاؤ (نیکی میں)

انسان کے اندر مال و دولت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ حرص و ہوس اور بخل جیسی اخلاقی بیماریوں کا شکار ہوتا ہے اور یہ بیماریاں بے شمار خرابیوں اور جرائم کا باعث بنتی ہیں لیکن آدمی زکوۃ ادا کرے تو ان بیماریوں سے بچاؤ ہوسکتا ہے۔ دوسری طرف اگر معاشرہ کے دولت مند طبقے صحیح اصولوں کے ساتھ زکوۃ ادا کریں تو غربت و افلاس کی وجہ سے رونما ہونے والے بے شمار جرائم کا انسداد ہوسکتا ہے۔ یہی بات اسلام میں فریضہ زکوۃ سے مطلوب ہے۔

حج:

حج مالی اور جسمانی دونوں سے مرکب عبادت ہے۔ اس میں آدمی اپنی خطیر رقم خرچ کر کے کعبۃ اللہ کی زیارت کے لیے نکلتا ہے سفر کی صعوبتوں اور بے وطنی کی مشکلات کو جھیلتا ہے اور یہ سب کچھ وہ محض اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے، حج کسی میلے ٹھیلے میں شرکت کی طرح نہیں ہے کہ آدمی تفریح طبع کے لیے شور ہنگام اور ہڑبونگ مچاتے ہوئے چلا جائے اور جو چاہے کرتا پھرے بلکہ وہ ایک مقدس یادگار عبادت ہے، جس میں آدمی کو اس سلسلے میں بتائے ہوئے ایک ایک حکم کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ اب جو کچھ اللہ کے احکام کا اس حد تک پابند ہو کہ وہ ایک گھاس بھی اس کے حکم کے بغیر نہ اکھاڑے تو بھلا دیگر حرمات کی پامالی وہ کیوں کر کرے گا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ
(بقرہ ۱۹۷)

جو شخص مقررہ مہینوں میں حج کی نیت کرے، اسے خبر دار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران اس سے کوئی شہوانی فعل، کوئی بد عملی، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات نہ ہو، جو نیک کام تم کرو گے وہ اللہ کے علم میں ہوگا۔

دنیا بھر کے لوگ حج کرنے آتے ہیں اور سب ایک ہی حلیہ اور لباس میں ہوتے ہیں سب ایک ہی آواز میں ایک ہی دعا پڑھتے ہیں، جس سے انسانی ہمدردی، مساوات اور اعلی قدروں کے فروغ کے جذبات دلوں میں موجزن ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ایک حاجی حج کے بعد کیوں کر کسی انسان کے ساتھ تفریق، ظلم، قتل اور خون خرابہ کو جائز سمجھے گا۔

حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جملہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس نے حج مکمل کر لیا تو اس کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

عن ابی هریره قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه (بخاری کتاب المناسک باب فضل الحج المبرور)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اللہ کی خاطر حج کیا اور اس میں کوئی برائی اور بد عملی کا مرتکب نہیں ہوا تو وہ حج سے ایسے ہی گناہوں سے پاک ہو کر لوٹ آیا گویا کہ اس کی ماں نے اس کو معصوم پیدا کیا تھا۔

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابو عبید) ☆☆☆

اچھے اخلاق:

صدق، یَآ اَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ (توبہ ۱۱۹)

سخاوت، یَآ اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَ لَا خُلَّۃٌ، الی آخرہ (البقرہ ۲۵۴)

عفت و پاک بازی، وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَ مَا بَطَنَ (الانعام، ۱۵۲)

امانت و دیانت داری: اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (النساء، ۵۸)

شرم و حیا، فَجَآءَتْہُ اِحْدٰھُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ (القصص، ۲۵)

رحم، وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح، ۲۹)

عدل و انصاف، اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ (النحل، ۹۰)

عہد کی پابندی، وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل، ۳۴)

احسان یعنی بھلائی کرنا، اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ (القصص، ۷۷)

عفو و درگزر، وَاِذَا مَا غَضِبُوْا ھُمْ یَغْفِرُوْنَ (الشوری، ۳۷)

حلم و بردباری، وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ (بقرہ، ۲۳۵)

رفق و لطف، فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی (طہ، ۴۴)

تواضع و خاکساری، وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا (لقمان، ۱۸)

خوش کلامی، وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ، ۸۳)

ایثار: یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَ لَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ (الحشر، ۹)

اعتدال و میانہ روی، وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَ لَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ (بنی اسرائیل، ۲۹)

خودداری، یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمٰھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا (البقرہ، ۲۷۳)

شجاعت اور بہادری، یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ (الانفال، ۱۵)

استقامت: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (الاحقاف، ۱۳)

حق گوئی: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (الحجر، ۹۴)

بے نیازی: وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ (طٰه، ۱۳۱)

صبر: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (ال عمران، ۲۰۰)

توکل: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق، ۳)

غصہ پینا: وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (ال عمران، ۱۳۴)

برائی کے بدلے بھلائی: وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ (حم السجدہ، ۳۵)

متانت ووقار: اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان، ۷۲)

لغو سے اعراض: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المومنون، ۳)

برے اخلاق:

شریعت میں برے اخلاق سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے اور ان کو اللہ تعالی سخت ناپسند فرماتا ہے۔ ان کے ارتکاب سے آدمی گناہ گار ٹھہرتا ہے۔ قرآن میں ایسے برے اخلاق کو مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے جن میں منکر، فحش، سوء، مکروہ، خطا، اثم، ذنب، اور عدوان خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ذیل میں ان کی بھی مختصر فہرست درج کی جاتی ہے۔

جھوٹ: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج، ۳۰)

جھوٹی قسمیں کھانا: وَ يَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ (مجادلہ، ۱۴)

وعدہ خلافی کرنا: فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِىْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (التوبہ، ۷۷)

خیانت: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الانفال، ۲۷)

دغا بازی: اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِىْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ (الانفال، ۵۶)

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

بہتان تراشی
وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَ اَرْجُلِھِنَّ (الممتحنہ، ۱۲)
غیبت اور بدگوئی، وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا (الحجرات، ۱۲)
دورخا پن، اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَکُمْ (بقرہ، ۱۴)
بدگمانی، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات، ۱۲)
خوشامد، لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا (آل عمران، ۱۸۸)
بخل، وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ (آل عمران، ۱۸۰)
حرص، لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ (طٰہٰ، ۱۳۱)
بے ایمانی، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء، ۱۸۸)
چوری، وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَھُمَا جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا (المائدہ، ۳۸)
ناپ تول میں کمی بیشی، وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَ اِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ (مطففین، ۱)
رشوت، وَ تَرٰی کَثِیْرًا مِّنْھُمْ یُسَارِعُوْنَ فِی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَکْلِھِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (المائدہ، ۶۲)
سود خوری، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً (ال عمران، ۱۳۰)
شراب نوشی، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ (المائدہ، ۹۰)
غیظ و غضب، خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ (الاعراف، ۱۹۹)
بغض و کینہ، رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا (الحشر، ۱۰)
ظلم، اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ (الشوری، ۴۲)
فخر و غرور، اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (النساء، ۳۶)

ریا: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ (الانفال، ۴۷)
خود بینی اور خود نمائی: فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى (النجم، ۳۲)
حسد: أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ (النساء ۵۴)
فحش گوئی: فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ (البقرہ، ۱۹۷)

برے اخلاق کی یہ مختصر فہرست تھی۔ قرآن و حدیث کا استقصاء کیا جائے تو یہ کافی طویل ہو سکتی ہے لیکن صفحات کی تنگی اس کی اجازت نہیں دیتی۔ اس سلسلے میں یہ نکتہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اسلام میں تین باتوں کو رذائل کی بنیاد قرار دیا گیا ہے ایک عدو صدق ہے۔ اس سے مراد دل، زبان اور عمل میں یکسانی نہ ہو جیسے جھوٹ، غیبت، وعدہ خلافی، الزام تراشی، بدگمانی، خوشامد، چغل خوری، دوغلہ پن جھوٹی قسمیں کھانا وغیرہ یہ سب عدم صدق کی مختلف شکلیں ہیں۔ دوسری بات مال و دولت سے محبت ہے۔ اس سے بخالت، حرص، طمع، چوری، غصب، خیانت، دھوکہ، بدعنوانی، ناپ تول میں کمی بیشی جیسی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تیسری بات انسان کی اپنی ذات سے محبت ہے۔ اس سے خودستائی، حسد، تکبر، غیظ و غضب، کینہ، انانیت وغیرہ برائیاں جنم لیتی ہیں۔ جو شخص اس نکتہ کو ذہن میں رکھے گا، وہ جملہ برے اخلاق سے بچ سکتا ہے (سیرت النبی ششم)

اسلام کے نظام حقوق و فرائض سے جرائم کا انسداد:

موجودہ دور میں جرائم کے رونما ہونے کا ایک بہت بڑا سبب باہمی حقوق کی پامالی ہے۔ مغربی نظریات کے زیر سایہ انسان نہ صرف مذہب، اخلاق اور اخلاقی قدروں سے آزاد ہوگیا بلکہ ہر قسم کی ذمے داریوں سے بھی وہ آزاد ہے ماں، باپ، اولاد، بھائی، پڑوس اور دیگر قرابت داروں کے کیا حقوق ہیں؟ یہ آج کا انسان جانتا ہے اور نہ ہی جاننا چاہتا ہے، وہ صرف اپنی ذات کے لیے جیتا ہے اور جینا چاہتا ہے۔ ذات کے مطالبات اور خواہشات کی تکمیل کا وہ پابند ہے دیگر تمام قسم کی پابندیوں اور حقوق سے اسے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں انسانیت نوازی، ہم دردی، ایثار، قربانی اور رحم دلی وغیرہ صفات عنقا ہوگئی ہیں اور طرح طرح کے جرائم رونما ہو رہے ہیں۔ لیکن اسلام کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اس کے نزدیک انسان نہ تو ہر قسم کی ذمے داریوں سے آزاد ہے اور نہ ہی اس پر صرف ذمہ داریاں ہی ہیں بلکہ حقوق و فرائض کا ایک متوازن نظام ہے، جس کے تلے آدمی باسعادت زندگی گزارتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"آگاہ ہو جاؤ تم میں کا ہر ایک نگراں ہے اور ہر ایک جواب دہ ہے۔ امام عوام الناس کا نگراں ہے اور وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہے۔ مرد اپنے اہل و عیال کا نگراں ہے اور وہ اس کا جواب دہ ہے عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور وہ اس سے متعلق جواب دہی کرے گی اور نوکر مالک کے مال کا

نگراں ہے اور وہ اس کے بارے میں جواب دہ ہے۔ خبردار، تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور ہر ایک کو جواب دہی کرنی ہے"۔ (مشکوۃ المصابیح کتاب الامارہ والقضاء بحوالہ متفق علیہ)

حدیث بالا میں امام سے لے کر غلام تک کے فرائض کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بعض دوسری احادیث سے حقوق کا پتا چلتا ہے۔ ارشاد ہے:

"بے شک تمہارے نفس کا تم پر حق ہے اور تمہارے جسم کا تم پر حق ہے تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے اور مہمان کا تمہارے اوپر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے
(بخاری کتاب الصوم)

والدین، اولاد، زوجین، اہل قرابت، پڑوسی، یتیموں، بیواؤں، حاجت مندوں، بیماروں، مہمانوں، عام مسلمان، انسانی برادری اور جانوروں کے کیا حقوق ہیں، ان کو اختصار کے ساتھ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

والدین کے حقوق:

انسان اس دنیا میں اللہ تعالی کے بعد سب سے زیادہ احسان مند اپنے ماں باپ کا ہوتا ہے۔ پیدائش سے لے کر جوانی تک وہ اس کی دیکھ ریکھ کرتے ہیں، ہر ضرورت کا خیال رکھتے ہیں، ہر طرح کی قربانی دیتے اور تکلیفیں اٹھا کر اس کی پرورش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ماں کا درجہ یک گونہ بڑھا ہوا ہے، جو بچے کو نو ماہ تک اپنے پیٹ میں اٹھائے پھرتی اپنے سینے سے خون کشید کرکے پلاتی، پیدائش کی ناقابل برداشت تکلیف جھیلتی اور اس کے لیے اپنا ہر آرام قربان کرتی ہے اور یہ سب کچھ وہ کسی خوف، دباؤ یا مجبوری میں نہیں کرتی بلکہ ہنسی خوشی انجام دیتی ہے۔ اس لیے اسلام نے ہر آدمی پر والدین کے تعلق سے مندرجہ ذیل فرائض عائد کیے ہیں:

- والدین کی شکر گزاری کی جائے
- ان کے ساتھ بھلائی کی جائے۔
- ان کے ساتھ ادب و احترام کا معاملہ کیا جائے
- ان پر خرچ کیا جائے
- ان کی مرضی کا خیال رکھا جائے
- ان کے سامنے انکساری کی جائے
- ان کے لیے دعا کی جائے

اسلام میں والدین کے کیا حقوق ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ مشرک اور بے دین ماں باپ کے ساتھ بھی حسن سلوک کا اس نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِي مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا (لقمان، ۱۵)

اولاد کے حقوق:

موجودہ دور میں بچوں کے خلاف بے تحاشا جرائم رونما ہورہے ہیں۔ کثرت آبادی سے پیدا شدہ مسائل اور مادہ پرستانہ رجحانات کے سبب اولاد کشی، اسقاط حمل، لڑکیوں کے ساتھ تفریق، کم عمر بچوں سے مزدوری کرانا جیسے بہت سے جرائم اپنے شباب پر ہیں۔ اسلام نے والدین کی طرح اولاد کے بھی حقوق متعین کیے ہیں جن کی ادائی والدین پر واجب ہے۔ دوسری صورت میں وہ عنداللہ گناہ گار ہوں گے اور سخت سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اولاد کے حقوق یہ ہیں

ان کو زندہ رہنے دیا جائے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۚ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۚ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا (بنی اسرائیل، ۳۱)

"اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم انھیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔ درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے"

ان کی پرورش کی جائے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (البقرہ، ۲۳۳)

اور مائیں اپنی اولاد کو کامل دو سال تک دودھ پلائیں

ان کی مناسب تعلیم و تربیت کی جائے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم، ٦)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

لڑکوں اور لڑکیوں میں تفریق نہ کی جائے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۚ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ (النحل، ۵۸-۵۹)

" جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پر کلونس چھاجاتی ہے اور وہ بس خون کا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے یا خوشی میں دے مارے "۔

ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ کیا جائے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حسن کا بوسہ لیا جس پر اقرع بن جابس نے کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں لیکن آج تک میں نے کسی کا بوسہ نہیں لیا آپ نے ان کو تیکھی نگاہوں سے دیکھا اور فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا "

(بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الاولاد و تقبیلہ و معانقتہ)

اس کے علاوہ شریعت نے اولاد کی پیدائش پر خوشی منانے، عقیقہ کرنے اور ان کا مناسب نام رکھنے کا حکم دیا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اولاد اللہ کی طرف سے رحمت و نعمت ہے جس کی حفاظت ہونی چاہیے اور اس کی قدر و قیمت کی جانی چاہیے۔

زوجین کے حقوق:

آج پوری دنیا میں عورتیں انسانی حقوق کی پامالی کی شکار ہیں۔ ظلم، تشدد، تفریق اور جہیز کے لیے قتل جیسے واقعات روزانہ کے معمول بن گئے ہیں۔ خصوصا گھریلو زندگی میں عورتوں کے ساتھ ہر طرح کی ناانصافی برتی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں ان کی خودکشی کی شرح میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے ان جرائم کے انسداد کا واحد راستہ یہ ہے کہ لوگوں کو عورتوں سے متعلق حقوق کی یاد دہانی کرائی جائے۔ اسلام نے ان کے لیے متعدد حقوق متعین کیے ہیں جو یہ ہیں:

ان کو زندہ رہنے دیا جائے:

وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ (التکویر ۸-۹)

اور جب زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ تجھے کس جرم کے پاداش میں مار دیا گیا۔

ان کا مہر ادا کیا جائے

وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء، ۴)

اور عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو

ان کا نان نفقہ ادا کیا جائے

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرہ، ۲۳۳)

اور باپ پر معروف طریقے سے کھانا اور کپڑا دینا واجب ہے

ان کو مقید کر کے نہ رکھا جائے ۔یعنی نقل و حرکت اور عملی آزادی ہو

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا (البقرہ ۲۳۱)

اور ان کو محض ستانے کی خاطر نہ روکو

ان کو ملکیت کا حق دیا جائے

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ (النساء ۳۲)

اور جو مردوں نے کمایا اس کے مطابق اس کا حصہ ہے اور جو عورتوں نے کمایا اس کے مطابق ان کا حصہ ہے

ان کو باعزت زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے ۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً (النور ۴)

اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر الزام تراشی کرتے ہیں اور اس پر چار گواہ کھڑے نہیں کر پاتے انھیں اسی کوڑے لگاؤ۔

ان کی وراثت کا حق تسلیم کیا جائے

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا (النساء ۷)

والدین اور اقربا نے جو کچھ وراثت میں چھوڑا ہے، اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی

ان کو اظہار رائے کی آزادی دی جائے

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (التوبہ ۷۱)

مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے ولی نگہبان اور سرپرست ہیں جو معروف کا حکم دیتے اور منکر سے روکتے ہیں

یہ بیوی کے قانونی حقوق ہیں جن کو وہ عدالت کے ذریعہ بھی حاصل کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ شریعت نے شوہر کو حکم دیا ہے کہ:

بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے ۔ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (النساء ۱۹)

● اس سے مصالحانہ روش اختیار کرو۔ وَالصُّلْحُ خَیْرٌ (النساء ۱۲۸)

● اس کی کم زوریوں کو نظر انداز کرے۔ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّ یَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا (النساء ۱۹)

ان کی غلطیوں کو معاف کردیا کرے

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَ اَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (التغابن ۱۴)

یہ عورتوں کے قانونی اور اخلاقی حقوق تھے ان پر کچھ فرائض بھی عائد ہوتے ہیں جن کی ادائی ان پر واجب ہے

عورت ازدواجی زندگی میں اپنا رویہ درست رکھے۔ فالصالحات (النساء ۳۴)

وہ شوہر کی اطاعت کرے۔ قانتات (ایضا)

امانتوں کی حفاظت کرے۔ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ (النساء ۳۴)

ازدواجی زندگی کو صبر کے ساتھ نباہے۔ وَالصُّلْحُ خَیْرٌ (النساء ۱۲۸)

حدیث میں ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے لیے تقوی کے بعد صالح عورت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں کہ شوہر اس کو جو کہے وہ مانے شوہر جب اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کردے۔ اور اگر شوہر اس کو قسم دے کر کچھ کہے تو وہ اس کی قسم کو پوری کردے اور شوہر گھر پر نہ ہو تو اپنے آپ کی اور اس کے مال کی پوری حفاظت کرے ●●

علم و عرفان کا کارواں رواں دواں رہے

مجلّہ فقہ اسلامی کے ذریعے خدمت دین کا کام خوب ہے، ہماری دعا ہے کہ علم و عرفان کا یہ کارواں رواں دواں رہے۔ ﴿آمین﴾

محمد طاہر زرگر، دریا آباد کراچی

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابو عبید) ☆☆☆

لمحۂ فکریہ ....

اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا؟

يا ايها الذين آمنوا ما لكم اذا قيل لكم انفروا فى سبيل الله اثاقلتم الى الارض ارضيتم بالحيوة الدنيا من الآخرة فما متاع الحيوة الدنيا فى الآخرة الا قليل الا تنفروا يعذبكم عذابا اليما (التوبہ ۳۸۔۳۹)

☆☆☆☆

اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا؟

جب تم سے اللہ کی راہ میں نکلنے کے لئے کہا گیا

تو تم زمین سے چمٹ کر بیٹھ گئے

کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں

دنیاوی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟

آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی کی متاع تو محض تھوڑی ہے

اگر تم (راہ خدا میں) نہ نکلے تو

اللہ تعالیٰ تم کو دردناک عذاب دے گا۔

بندۂ خدا

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا